



## سوال

(162) فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا جائز ہے؟ بعض لوگ اس کے جواز کے لیے "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلاة الفجر فلما سلم انحرط ورفح یدیه ودعا" اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں؟ (فتاویٰ الامارات: 93)

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ہمارے علم کے مطابق یہ حدیث ذخیرہ حدیث کی کتب میں سے کسی کتاب میں مجھے نہیں ملی۔ معروف یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اذکار میں یا دعاؤں میں مصروف ہو جاتے۔ اس کی قید مذکور نہیں ہے اور کسی حدیث میں بھی اس طرح کا دعا کا ذکر نہیں آتا کہ جس طرح کے بعض مساجد کے آئمہ کرتے ہیں۔ بہت ہی مختصر دعاؤں کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آتا ہے:

"اللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْتَلُ عِبَادَكَ"

"اے اللہ! مجھ کو عذاب سے بچا کہ جس دن تو اپنے بندے سے اٹھائے گا۔"

فرض نمازوں کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح ایک اور دعا:

"اللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ، وَبِسْمِكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ"

یہ بھی پڑھا کرتے تھے لیکن ایسی کسی دعا میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں کوئی ذکر نہیں آتا جبکہ قنوت نازلہ میں ہاتھ اٹھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی دو قسمیں ہیں۔ سنت فعلیہ اور سنت ترکیبہ۔ جو جو عبادات اور اطاعتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیں تو وہ ہمارے لیے سنت ہے۔ ہم بھی اسی طرح سے کریں اور جو کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا ان کو چھوڑنا سنت ہے۔ سلف نے نبی کی اتباع کرتے ہوئے۔

تو ہم جیسے مثلاً پانچ نمازوں کے لیے اذان دیتے ہیں جبکہ بارش کی نماز اور سورج گرہن کی نماز کے وقت اذان نہیں دیتے جبکہ انسان کی عقل تو یہ کہتی ہے کہ جس طرح پانچ نمازوں کے



لیے اذان جینے کی ضرورت ہے کہ لوگ جمع ہوں تو اس سے کہیں زیادہ ضرورت ہے کہ ان نمازوں کے لیے اذان دی جائے۔ لیکن اس سخت ضرورت کے باوجود اذان صرف پانچ نمازوں کے لیے مشروع ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی نمازوں میں اذان کو چھوڑا ہے تو لہذا ان نمازوں کے لیے اذان چھوڑنا ہی سنت ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم" میں فرمایا کہ مصلحت مرسلہ اور بدعت میں فرق ہے تو فرماتے ہیں کہ ہر وہ بدعت کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوئی ہے وہ ان دو شکلوں میں گھومتی نظر آتی ہے۔

اولاً: یا تو بدعت کرنے والا ایسا شخص ہو کہ اس بدعت کا خدشہ عہد نبوت میں بھی تھا لیکن اس وقت نہیں کیا مثلاً جیسے پانچوں نمازوں کے علاوہ کے لیے اذان دینا اب اس بدعت کو اختیار کرنا یہ دین میں نئی بات کرنا ہے۔ جب اس تقاضے کا یہ سبب ہو کہ مسلمانوں میں دین کے احکامات اپنانے کی کمی ہو تو اس بدعت کی بات کو نہیں لینا چاہیے۔ اس کی مثال جس طرح مختلف ٹیکس جولاگو ہیں تو اس ٹیکس کی بھی بنیادی وجہ یہ ہے کہ شرعی احکام (یعنی زکوٰۃ) کو نظر انداز کر دیا گیا کہ جو قومی خزانہ شمار ہوتا۔ تو لہذا ایسے ٹیکس لینا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ اس ٹیکس لگنے کی وجہ سے مسلمانوں کی اپنی سستی ہے۔ لیکن اگر مسلمانوں کی اس کوتاہی یا کمی کا ازالہ ممکن نہ ہو تو پھر ٹیکس لینا لازم آئے گا۔ یہاں آپ کے سامنے مصلحت مرسلہ اور بدعت کے درمیان فرق بتاتے چلیں۔ مصلحت مرسلہ جو ہے یہ عبادت میں اضافہ کا دروازہ نہیں ہے بلکہ ایک مسلمانوں کی مصلحت کا خیال رکھنے کے مترادف ہے کہ اس کا دین میں عبادت کے اضافہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثلاً ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے مالی طور پر استقامت مستحکم کیا ہے کہ وہ جہاز یا گاڑی کے ذریعہ سے فریضہ حج ادا کر سکتا ہے لیکن وہ مکے کے میں پیدل جاؤں گا اور یہ بھی کہے کہ پیدل حج کرنا افضل ہے۔ تو یہ بدعت ہے۔ لیکن اگر کوئی ان سواروں میں سے کسی سوار پر بیٹھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور لیکن پیدل حج کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ حج کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے عموم سے یہ ثابت ہے:

وَلَدِّ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ... ۹۷ ... سورة آل عمران

”اللہ کے لیے لوگوں پر حج بیت اللہ کرنا لازم ہے جو بھی اس کے راستہ کی طاقت رکھتا ہو“

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سے سب سے زیادہ طاقتور تھے۔ اسی طرح سے آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین بھی طاقتور تھے لیکن پھر بھی انہوں نے پیدل حج نہیں کیا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین سواروں پر حج کیا۔ کون شخص دعویٰ کر سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں زیادہ عبادت کا شوق نہیں رکھتے تھے؟ حالانکہ آپ پیدل حج نہیں کیا طاقت ہونے کے باوجود۔ اب اگرچہ ہوائی جہاز ایک نئی چیز ہے۔ لیکن مصلح میں داخل ہے کہ اس کے ذریعہ انسان سہولت کے ساتھ بیت اللہ کا حج کر سکتا ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

## فتاویٰ البانیہ

سنن اور بدعات کا بیان صفحہ: 247

محدث فتویٰ